بہن بھائیوں کی رقابت، شیخی بگھارنا، اور کنٹرول کا فریب

روزمرہ کی زندگی میں، ہم میں سے بہت سے لوگ subtle (لطیف) رقابتوں میں الجھے رہتے ہیں، خاص طور پر خاندانوں کے اندر۔ بہن بھائیوں کے درمیان، وہ گفتگو جو معصومانہ طور پر شروع ہوتی ہے، آسانی سے موازنہ اور خود نمائی کی طرف مڑ جاتی ہے۔ ایک بھائی اپنے بیٹے کی تعلیمی کامیابی کی تعریف کرتا ہے، دوسرا اپنی بیٹی کی کامیابیوں کو اجاگر کرتا ہے، اور دیکھتے ہی دیکھتے، وہ محفل ایک مقابلے کا اسٹیج بن جاتی ہے۔ اکثر یہ باتیں مبالغہ آرائی پر مبنی ہوتی ہیں، لیکن سنگین مسئلہ صرف شیخی بگھارنا نہیں ہے—بلکہ وہ برتری کا احساس ہے جو اس کو ہوا دیتا ہے۔

انفرادیت سے برتری تک

جہاں ہر بہن بھائی کے لیے اپنی انفرادیت کا اظہار کرنا فطری ہے، وہیں وقت کے ساتھ ساتھ یہ انفرادیت دوسروں سے بہتر ہونے کے احساس میں بدل سکتی ہے۔ یہ مسابقتی جبلت کوئی نئی نہیں؛ یہ برصغیر کے کلچر میں گہری جڑ پکڑ چکی ہے۔ کئی گھرانوں میں، بہن بھائی اپنی حیثیت کے اظہار کے لیے کامیابی کو استعمال کرتے ہیں، جیسے کہ کس نے بہتر یونیورسٹی میں داخلہ لیا، کس نے "بہتر" خاندان میں شادی کی، یا کس کے بچے زیادہ کامیاب ہیں۔ جو بات خوشی بانٹنے سے شروع ہوتی ہے، وہ آسانی سے خاموش مقابلہ بازی میں بدل جاتا ہے۔

لیکن جب ہم رُک کر غور کرتے ہیں، تو یہ رویہ ایک سنگین خامی کو ظاہر کرتا ہے: ان کامیابیوں میں سے کتنی حقیقتاً ہمارے قابو میں تھیں؟ کیا ہم واقعی کسی بچے کی ذہانت، یا صحیح وقت پر ظاہر ہونے والے مواقع کا سہرا اپنے سر لے سکتے ہیں؟ ہماری اگلی سانس بھی ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے—تو پھر ہم اس طرح کی شیخی کیسے بگھار سکتے ہیں جیسے زندگی کے تمام نتائج صرف ہماری اپنی کوششوں سے حاصل کیے گئے ہیں؟

خاندانوں کے اندر ثقافتی درجہ بندی

خاندانوں میں، رقابت ثقافتی درجہ بندی (cultural hierarchies) سے مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ بڑے اکثر ایک ناقابل تنقید اختیار فرض کر لیتے ہیں—"میں بڑا ہوں، لہذا میں غلط نہیں ہو سکتا۔" چھوٹے بہن بھائی، خواہ ان کا نقطہ کتنا ہی معقول کیوں نہ ہو، خاموش کرا دیے جاتے ہیں یا پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیے جاتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں، بڑوں کے خلاف براہ راست بولنا دل آزاری کا سبب بن سکتا ہے، جبکہ خاموش رہنا ناانصافی محسوس ہوتا ہے۔

ایک زیادہ دانشمندانہ طریقہ نہ تو محاذ آرائی ہے اور نہ ہتھیار ڈالنا، بلکہ نرم وضاحت ہے۔ کوئی یوں جواب دے سکتا ہے: "میں آپ کے نقطہ نظر کا احترام کرتا ہوں، لیکن میری اقدار مختلف ہیں۔ دنیاوی کامیابی کے لیے مقابلہ کرنا میرا مقصد نہیں۔ میری کوشش کا رُخ آنے والی زندگی کی طرف ہے۔" ایسا جواب بے ادبی سے بچتے ہوئے خاموشی سے گفتگو کو اس طرف موڑ دیتا ہے جو واقعی اہمیت رکھتا ہے۔

صحیح دوڑ میں مقابلہ کرنا

حقیقت یہ ہے کہ یہ "دنیاوی دوڑ" کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص دولت، حیثیت، یا بچوں کی کامیابیوں میں اپنے بہن بھائیوں سے آگے نکل بھی جائے، تو دوڑ نئے اہداف (benchmarks) کے ساتھ جاری رہتی ہے۔ اور بالآخر، ہر شریک کار پٹری کے بیچ میں ہی چھوڑ جاتا ہے—کوئی بھی دنیا کی دوڑ پوری نہیں کرتا۔

قرآن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اصل مقابلہ دنیاوی برتری کے لیے نہیں بلکہ ابدی کامیابی کے لیے ہے۔ یہاں واضح فرق موجود ہے: اس دنیا میں، کوئی سخت محنت کر کے بھی کوئی نتیجہ حاصل نہیں کر سکتا، یا بغیر کسی کوشش کے نتائج پا سکتا ہے۔ تاہم، آخرت کے لیۓ، کوشش کبھی ضائع نہیں ہوتی:

"اور یہ کہ انسان کو وہی ملے گا جس کی اُس نے کوشش کی۔" (القرآن 53:39)

یہ احساس ہمارا نقطہ نظر بدل دیتا ہے۔ اپنے بچوں کے گریڈز یا کیریئر پر شیخی بگھارنے کے بجائے، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نتائج خدا کی مشیت، حالات، اور اتفاقات کا مرکب ہوتے ہیں۔ ہماری ذمہ داری کوشش ہے—نتائج نہیں۔

خاندانی اجتماعات میں ایک عملی جواب

تو جب خاندانی گفتگو شیخی بگھارنے کی طرف مائل ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ جواب مضبوط اور سیدھا دیا جا سکتا ہے۔

> "میں اس مقابلے میں شامل نہ ہونا چاہوں گا۔ میرے نزدیک، عاجزی شیخی بگھارنے سے زیادہ خدا کو عزیز ہے۔ میرے بچوں نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے، وہ اللہ کے فضل سے ہے، نہ کہ میرے اپنے کیے سے۔"

ایسی دیانت داری دوسروں کے دلوں میں غور و فکر کا بیج بو سکتی ہے۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو، تو یہ انسان کے اپنے اخلاص کو محفوظ رکھتی ہے اور اسے غیر صحت مند رقابتوں میں الجھنے سے بچاتی ہے۔

نتیجہ

بہن بھائیوں کی شیخی اور رقابت عام ہیں، لیکن ان کی جڑ ایک خطرناک فریب میں ہے — کہ نتائج ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ جب ہم یہ یاد رکھتے ہیں کہ ہر کامیابی خدا کی مشیت اور اتفاقات سے جڑی ہوئی ہے، تو غرور اپنی کشش کھو دیتا ہے۔ اس دنیا میں اصل مقابلہ اس بات پر نہیں کہ کون سب سے زیادہ نمایاں مقام حاصل کرتا ہے، بلکہ اس بات پر ہے کہ آخرت کے لیے کوشش کرنے میں کون عاجز، مخلص، اور ثابت قدم رہتا ہے۔